۴۹۲

معیارِ ایمانْ

۲۱۵

ایک مظلومہ کی فریاد اپنے پدر بزرگوار کے شیعوں کے نام

ایمانداری کا امتحان - ہمیں بھی دیکھنا ہے کہ کون حق کا حامی ہے اور کون محض مفسد و حاسد ہے

"شہید انسانیت" کی مخالفت کرنے والوں کیا امیرالمومنینؑ، امام حسنؑ سیدہؑ زنانِ عالم۔ ہماری مظلوم شاہزادی جناب زینبؑ اس کی مستحق نہیں ہیں کہ تم اُن کی حمایت و نصرت کرو اور اعلان حق میں لا یخ خوف، و باؤ نہ سہو اٹھو اور کتاب زینت کربلا کو دنیا سے نیست و نابود کرو۔ اگر تم اس وقت چُپ رہے، یا عیب پوشی کی تو معلوم ہوگا کہ شہید انسانیت کی مخالفت حسد اور مفسدہ پردازی کے علاوہ کچھ نہ تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زمانے کی روش نے ہر عالم و جاہل کو نام و نمود کی ہوس میں یوں بے بصیرت کر دیا ہے کہ اسلام و کفر۔ دینداری و بے دینی میں فرق سمجھے بغیر ہر شخص مولفین و مصنفین کی فہرست میں کسی نہ کسی صورت سے نام لکھوانے پر تیار ہے۔ اسی حرص و ہوس نام و نمود نے دنیائے اسلام کو تہ و بالا کر ڈالا۔ اخبار میں مضامین۔ پمفلٹ۔ چھوٹے بڑے رسالے اور مختلف رنگ و روپ کی کتابیں دنیا کو ہلائے ڈالتی ہیں اور وہ وہ حیا سوز مضامین مختلف صورتوں سے شایع ہوتے رہتے ہیں۔ جو تہذیب۔ تمدن۔ انسانیت کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ اور اسلام و ایمان کی بنیادوں کو ہلا دینے میں کوشاں ہیں۔ بے عقلی مگر عقلوں پر ناز۔ کامل جہالت اور علم کا دعوی۔ پیسہ کمانے کی ہوس اور شہرت کے جذبہ نے ہر شخص میں یہ جرأت و جسارت پیدا کر دی ہے کہ قلم اٹھائے اور اپنے صحیح یا غلط خیالات دنیا کے سامنے حقیقت کے لباس میں پیش کر دے۔ خود تو گم کردہ راہ تھے ہی مگر دوسروں کو بھی ضلالت کی ایسی گہری خلیج میں ڈھکیل دیا جس سے باہر آنا تمام عمر ممکن نہ ہو۔ انہیں کوششوں کا آخری ثمر یہ ہے کہ وحشت کا نام تمدن۔ بے ادب کا نام مؤدب جس کو تہذیب سے دور کا بھی لگاؤ نہ ہو اس کو دنیا مہذب سمجھ رہی ہے۔ انقلاب ذہنیت میں سمی ہوائیں نسیم سحری بن گئیں لوگ سعادت و نحوست سے یوں بے بہرہ ہوئے کہ دونوں میں کوئی تفرقہ ہی نہ رہا۔ مومن کو کافر اور کافر کو مومن کہنا عین دیانت ہو گیا۔

برعکس نہند نام زنگی کافور

مذکورہ بالا حیثیت کی چیزیں تو بہت سی پیش نظر ہیں ممکن ہے کہ آئندہ نذر ناظرین کی جائیں مگر اس وقت تو ہر اہل ایمان و انصاف کو صرف زینت کربلا کی طرف متوجہ کرتے ہیں جو آغا اطہر صاحب کی تصنیف و تالیف ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ موصوف نہ کوئی بڑے عالم ہیں نہ مؤرخ نہ مجتہد ہیں نہ علامہ اس لئے ممدوح نے جو کچھ لکھ دیا وہی سر آنکھوں پر رکھنے کے قابل۔

مگر یاد رکھئے کہ کفر کفر ہے چاہے عالم کی زبان پر ہو یا جاہل کی۔ جھوٹ جھوٹ ہے مجتہد کے قلم سے نکلے یا مقلد کے۔ اور نہیں اگر ضد یہی ہے کہ اطہر ہر لغزش کے بعد قابل مدح و ستائش۔ تو ہمیں بھی منظور مگر یہ اسی وقت تک تھا جب تک جانشین جناب ناصر الملت طاب ثراہ مولوی سید محمد سعید صاحب اس حیا سوز کتاب پر تقریظ نہ لکھی تھی اور اس کی توثیق میں قلم نہ اٹھایا تھا۔ مگر فاضل علوم مشرقی محمد نواب صاحب کی توثیق ناکافی سمجھ کر مولوی محمد سعید صاحب نے اپنی توثیق سے اس کتاب کو مزین فرمادیا اور شوق تقریظ نویسی میں اپنی مدح و ستائش کے در یتیم اس لغتی کتاب پر نچھاور کرتے ہوئے لکھ دیا کہ کتاب میں مؤلف نے علمی و ادبی افادات کو کافی دلچسپ بنانے کی کوشش کی ہے۔ اور پھر آگے بڑھ کے یہ بھی تحریر فرما دیا ہے کہ اس باب میں آپ کی نظر سطحی نہیں ہے بلکہ عمیق ہے۔ اور آگے چل کر یہ بھی ارشاد فرما دیا کہ حضرت مخدرۂ عصمت سلام اللہ علیہا کی پاکیزہ زندگی سے تہذیب نفس و تدبیر منزل کے جو اصول آپ نے (یعنی جناب اطہر نے) واضح فرمائے ہیں وہ طبقہ نسواں کے لیے بے شبہ زریں دستور العمل پیش کرتے ہیں۔ اور آخر میں خامۂ اجتہاد ریز یوں بھی روانی دکھلا گیا کہ الحاصل ہر طرح اس کتاب کو دلچسپ و درس آموز بنانے کی کوشش کی گئی ہے جس سے امید ہے کہ یہ

کتاب مومنین میں خاطر خواہ مقبول ہوگی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ شہید انسانیت کی مخالفت اور مولوی علی نقی صاحب کو بے دین اور وہابی ثابت کرنے میں دن کو دن اور رات کو رات نہ سمجھا جائے تبلیغوں کے منہ کھول دیے جائیں۔ دو ٹکڑوں سے لے کر سرٹیفکیٹوں تک زر و جواہر کی بارش کر دی جائے ایڈیٹران اخبار، شعراء اور واعظین کے قلم خرید لیے جائیں مگر کتاب زینت کربلا جو دراصل قابل صد ہزار نفرت و ملامت ہے اس کی تصدیق و توثیق کی جائے۔ اور بڑا ہی پکا ایمان دار ہے نام حسین کا فدائی۔ اخبار سرفراز اسی زینت کربلا پر ریویو کرتے ہوئے مدح و ستائش کرے جو سر سے پا تک کفر و الحاد و کذب و بہتان سے لبریز ہے۔

واہ کیا ایمان ہے اور کیا انصاف۔ مگر ہیں کمتب وہیں ملا۔ کیا میں مولوی سعید صاحب اور عالم حسین صاحب اڈیٹر سرفراز سے دریافت کر سکتا ہوں کہ ایسی کتاب صرف اس لئے قابل تصدیق و توثیق ہوگئی کہ جناب عالی کو تقریظ لکھنے کا شرف پہلے پہلے حاصل ہوا تھا۔ یا صرف اس لئے کہ یہ لغو کتاب جو دامن ایمان پر بہت تاریک دھبہ کہی جا سکتی ہے سرکار ناصر الملت طاب ثراہ کی طرف منسوب کی گئی تھی یا نام و نمود کی تمنا نے اس حیا سوز کتاب کی توثیق پر آمادہ کیا بغیر کچھ سبب ہوگا۔ در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند

البتہ مولوی محمد سعید صاحب کی توثیق کے بعد اب نہ اس کی ذمہ داری آغا اشہر صاحب پر ہے اور نہ وہ ہمارے مخاطب ہیں۔ یہ عبارت تو ان کی ضرورتی کہ معلومات صحیح حاصل نہ ہونے کے بعد انھوں نے قلم اٹھایا ہی کیوں مگر صفحہ ۱۴ سطر ۱۲ میں یہ لکھ دینے کے بعد وہ بری الذمہ ہوگئے۔

"سرکار ناصر الملت کے نام نامی کو برقرار رکھنے والے مولانا سید محمد سعید صاحب قبلہ موجود ہیں

میرا فرض تھا کہ مسودہ ان کی خدمت میں پیش کروں۔ جناب موصوف نے ملاحظہ فرماکے ممنون کرم فرمایا" اب تو ساری ذمہ داری صرف مولوی محمد سعید صاحب ہی پر عائد ہوتی ہے اشہر عزیز نے تو اپنے سے بہتر ہستی سمجھ کے مولوی صاحب کو اپنا مسودہ دیدیا تھا اور یقیناً اس امید پر دیا ہوگا کہ مجھ سے جو لغزش ہوگئی ہو اسے ممدوح درست فرمادینگے۔ مگر اوخویش .....

افسوس صد ہزار افسوس کہ پوری کتاب دیکھ لینے کے بعد بھی مولوی صاحب کی سمجھ میں آیا کہ یہ کلنگ کا ٹیکہ اس قابل نہیں ہے کہ موصوف اپنے واسطے پسند کریں یا جناب مرحوم کیطرف منسوب کیا جائے

اب ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ کتاب زینت کربلا میں کیا کیا جواہر ریزے ہیں جن کی جناب مولوی محمد سعید صاحب نے توثیق فرمائی ہے اور ایڈیٹر صاحب سرفراز نے اس پر ریویو فرماکے بڑی زبردست دینی خدمت ادا فرمائی ہے۔

(۱) جہاں جہاں خلفاء ثلاثہ یا عائشہ کا نام ہے ہر مقام پر تعظیمی الفاظ جناب اور حضرت تحریر فرمائے گئے ہیں۔ اور ہر نام پر (رض) جو رضی اللہ عنہ کا مخفف ہے لکھا گیا ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں اکثر وہ مقامات ہیں جہاں معصومین کے اسم مبارک کے ساتھ نہ جناب ہے نہ حضرت نہ نام کے اوپر (ع) ہے نہ (ص)۔ کیا اس سے بڑھ کے مدح صحابہ اور ائمہ کی توہین کچھ اور ہو سکتی ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۲۰ سطر ۱۰ صفحہ ۱۲ سطر ۲ وغیرہ وغیرہ ایسے بیسیوں مقام ہیں۔

(۲) بقول مولوی محمد سعید صاحب کے مصنف زینت کربلا کی عمیق نظر ملاحظہ ہو تحریر کرتے ہیں کہ جناب سیدہ کی تین صاحبزادیاں تھیں۔ زینب۔ ام کلثوم۔ رقیہ۔ دو صاحبزادیاں بہت مشہور ہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایک ہی صاحبزادی تھیں مگر یہ تین صاحبزادیاں اشہر صاحب کی عمیق نظر اور مولوی محمد سعید صاحب کی توثیق کا نتیجہ ہیں۔ امید ہے کہ مولوی محمد سعید صاحب

بہت جلد اُن معتبر کتابوں کا اعلان فرمادینگے جنمیں جناب سیدہؑ کی تین صاحبزادیاں مرقوم ہیں۔

(۳) اسی صفحہ ۱۷ پر لکھتے ہیں جناب سیدہؑ کے تین صاحبزادے تھے حسنؑ حسینؑ محسنؑ جو کمسنی میں انتقال فرما گئے۔

برائے خدا ارشاد ہو کہ سن کا شمار بطن مادر سے کیا جاتا ہی یا وقت ولادت سے اگر مولوی محمد سعید صاحب کی تحقیق یہ ہی کہ زمانۂ حمل ہی سے سن کا شمار ہوتا ہی تو ثابت فرمائیں کہ اس کا کوئی شاہد ہی یا نہیں۔ اور اگر وقت ولادت سے عمر کا حساب ہوتا ہی تو فرمائیے کہ "کمسنی میں انتقال فرما گئے" یہ جملہ صرف اسی واسطے استعمال کیا گیا ہی یا نہیں کہ خلفاء کے ظلم پر پردہ ڈالا جائے اور یہ ثابت کیا جائے کہ نہ جناب سیدہؑ کا پہلو مجروح ہوا نہ جناب سیدہؑ کے بطن میں جناب محسنؑ کی شہادت ہوئی بلکہ بعد ولادت کم از کم چند دن زندہ رہ کے انتقال کیا۔ یہ ہی دوستی خلفاء کی انتہائی حد کہ ایک مسلّم الثبوت ظلم پر الفاظ کے گہرے پردے ڈالنے میں مولوی محمد سعید صاحب نے اُس ہنر کا ہاتھ دکھایا ہی معلوم نہیں یوم حشر یہ دونوں بزرگ سیدہؑ مظلومہ کو کیا منہ دکھائیں گے۔

پھر مذکورہ تحقیق عمیق ہی پر اکتفا نہیں کی گئی ہی بلکہ آگے بڑھ کے صفحہ ۱۸ پر لکھتے ہیں "کہ ۵ھ میں جناب زینبؑ کی ولادت باسعادت واقع ہوئی ۶ھ کے مابین جناب ام کلثومؑ معرض وجود میں آئیں۔ اس کے بعد ۸ھ میں جناب محسنؑ" یہاں بھی راز شہادت پر پردہ ہی ڈالا۔ اور جناب زینبؑ اور ام کلثومؑ کی ولادت کے ضمن میں تذکرہ جناب محسنؑ کو حذف خبر کے ساتھ ذکر کیا جو اس کا ثبوت ہی کہ آپ کی بھی فطری طریقہ سے ولادت ہوئی شہید نہیں ہوئے۔ پھر یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہی کہ جناب رقیہ جو تیسری صاحبزادی تھیں وہ کب پیدا ہوئیں معلوم ہوتا ہی کہ حسب تحقیق مولوی صاحب جناب رقیہ دونوں بہنوں سے بلکہ شاید بھائیوں سے بھی بڑی تھیں

یہ پہیلی مولوی محمد سعید صاحب ہی بوجھ سکتے ہیں۔

(۴) خدا کے واسطے انصاف فرمائیے اور ایمانداری سے کام لے کر بتلائیے کہ اس سے زائد ہماری شاہزادی کی توہین کیا ہو سکتی ہے کہ جناب زینب کے نام کا ترجمہ کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ وہ زینب " زِن " سے مرکب ہے جس کے معنی ہیں فربہ۔ آگے بڑھ کے آپ نے اپنی اُردو زبان کی مثال دے کر زینب کا ترجمہ دبی پتلی سے کیا ہے۔ خدا کی پناہ ترجمہ دیکھ کر دل لرزجاتا ہے مگر مولوی محمد سعید صاحب کی رگ محبت اہلبیت میں جُنبش نہ ہوئی ورنہ ہماری شاہزادی کی اس انتہائی توہین پر مُہر توثیق ثبت نہ فرماتے۔ ملاحظہ ہو زینت کربلا صفحہ ۱۹۔

(۵) صفحہ ۲۶ سطر ۲۔ لکھتے ہیں " جس دختر کو علی مرتضیٰؑ ایسے باپ باب مدینۂ علم نے پڑھایا لکھایا ہو" اولاً تو مولوی محمد سعید صاحب اس کا ثبوت پیش کریں کہ امیرالمومنین کا جناب زینب کو پڑھانا لکھانا محض قیاس باطل ہے یا کسی معتبر کتاب میں مذکور ہے؟ دوسرے یہ کہ اگر امیرالمومنینؑ نے جناب زینبؑ کو پڑھایا تھا تو پھر امام زین العابدینؑ نے بازار کوفہ میں جناب زینبؑ سے فرمایا کہ انت بحمداللہ عالمۃ غیر معلمۃ آپ وہ عالمہ ہیں جس نے کسی سے پڑھا نہیں۔ اس فقرہ کے کیا معنی ہیں معاذاللہ امام نے غلط کہا یا آپ جھوٹ کہہ رہے ہیں؟

(۶) ہماری اس بیکس شاہزادی کے متعلق لکھا ہے کہ " اس کلے کھلے سے بول رہی تھیں " اہل زبان انصاف کریں کہ یہ جملہ اس مظلومہ کے شایان شان ہے یا نہیں؟ صفحہ ۲۲۔

(۷) صفحہ ۲۳ پر جناب زینبؑ کو رسُول کی صلبی دختر قرار دیا ہے۔ پھر صفحہ ۲۶ پر بھی یہی لکھا ہے۔ پھر صفحہ ۲۸ پر جناب زینبؑ کو دختر رسول لکھ کر جناب اُم کلثومؑ کو بھی دختر رسوؐل لکھا ہے اور دختر رسول کی شادی ابوالعاص کافر سے بتائی گئی ہے۔

مولوی سعید صاحب فرمائیں کہ ان دونوں صاحبزادیوں کو رسولؐ کی صلبی دختر کہنا خلاف مسلمات شیعہ کیا نہیں۔ خصوصاً جبکہ سرکار ناصر الملت طاب ثراہ کی تحقیق یہ تھی کہ یہ دونوں جناب خدیجہ کی بھی دختر نہ تھیں۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

پھر اسی صفحہ پر جناب ام کلثومؑ دختر جناب سیدہؑ کے نام کو کنیت قرار دے کے معنی سمجھائے ہیں کہ جیسے ہمارے یہاں ہمسائیاں ایک دوسرے کو پکارتی ہیں اللہ کی اماں۔ ڈھاکہ کی خالہ۔ یا میاں بیوی ایک دوسرے کو پکارتے ہیں۔ منی کے ابا یا چھنی کی اماں۔

استغفراللہ ربی۔ اہلبیت کے نام پہ جان دینے والے اپنے دلوں پہ ہاتھ رکھ کے کہیں کہ کیا یہ دین و دنیا کی شاہزادیاں اسی قابل ہیں کہ ان کے اسماء طیبہ کا ترجمہ یوں کیا جائے بریں عقل و دانش بباید گریست

کیا یہ معاویہ شاہی دور کی پیروی نہیں جس میں ابو تراب کا ترجمہ مہمل الفاظ کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

(۸) صفحہ ۳۰ پر جناب زینبؑ کو عصمت الصغریٰ لکھکر چودۂ معصومین میں پندرھویں معصومہ کا اضافہ کیا گیا ہے۔

(۹) صفحہ ۲۰ پر جناب آمنہ جناب خدیجہ جناب زینبؑ جناب فاطمہ بنت اسد کے متعلق لکھا ہے کہ ان میں سے ہر معصومہ کے فضائل سے اسلامی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ اور یوں چودۂ معصوم سے بڑھا کر اٹھارہ معصوم قرار دیئے ہیں جس کا قائل

یقیناً مذہب شیعہ سے خارج ہے۔

(۱۰) صفحہ ۱۴ پر سُرخی دی ہے " اللہ کی مقبول ترین بندیاں" اور اس کے بعد جناب مریمؑ اور جناب سیدہؑ وغیرہا کا ذکر کیا ہے" انصاف فرمائیے کہ کیا سُرخی کے الفاظ ان شاہزادیوں کے شایان شان ہیں یا نہیں؟ اس کے بعد لکھا گیا ہے کہ جناب مریمؑ میں صرف فضیلت تھی کہ وہ جناب عیسٰیؑ کی ماں تھیں۔ جناب آسیہ میں صرف یہ فضیلت تھی کہ ان معظمہ نے جناب موسٰیؑ کی تربیت کی جس سے معلوم ہوا کہ ان معظمات میں کوئی ذاتی فضیلت نہ تھی۔ مولوی سعید صاحب فرمائیں کہ کیا یہی تحقیق عمیق ہے۔

(۱۱) صفحہ ۴۶ پر ایک واقعہ بہت ہی گھما پھرا کے الفاظ کے گورکھ دھندوں میں لکھا ہے مگر پیا مر بالکل صاف ہوجاتا ہے کہ جناب امیرالمومنینؑ اور جناب سیدہؑ میں کبھی لڑائی بھی ہوجاتی تھی اور جناب رسالتمآبؐ صلح کرا دیتے تھے کیا یہ واقعہ طرفین کی عصمت کے منافی نہیں ہے۔ اور اس واقعہ کی توثیق کرنے والا شیعیت سے خارج نہیں ہے؟

(۱۲) صفحہ ۱۵ پر لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بلال بھی جناب سیدہؑ کے مکان کے اندر جاتے تھے اور شاہزادی کے عوض چکی پیستے تھے اور شاہزادی ان سے باتیں کرتی تھیں جناب بلال کے متعلق حضرات علماء نے یہ تاویل فرمائی ہے کہ وہ اہلبیت میں داخل تھے اور تقریباً ۲۰۰ برس کی عمر تھی غیر اولی الاربہ میں تھے مگر بلال کے گھر میں جانے سے تو معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہر شخص مکان میں جا سکتا تھا۔

(۱۳) اگر اسے کفر و شرک نہ کہئے تو اتنا تو کہنا ہی پڑے گا کہ مولوی محمد سعید صاحب نے اشہر صاحب کا ہاتھ بٹا کے مذہب شیعہ کی چولیں ہلا دیں اور مذہب شیعہ کو بیخ و بن سے

اکھاڑ پھینکا اور دین حق کو نیست و نابود کر دینے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ سنئیے اور عبرت حاصل کیجئے۔

ملاحظہ ہو صفحہ ۱۴۵ سطر ۹ " جس وقت جناب عائشہ کے اونٹ کے گرد اگرد سخت جنگ ہو رہی تھی اور کسی طرح ختم ہی نہیں ہوتی تھی (عائشہ کے نام پر پردہ بنا ہوا ہے) تو علی مرتضیٰ نے حکم دیا کہ اونٹ کی کونچیں کاٹ دو۔ کسی نے بڑھ کے تلوار کا ایک ہاتھ مارا اور اونٹ گرا۔ اس وقت کسی نے چلا کے کہا اتقوا اللہ فی حرمۃ رسول اللہ مسلمانوں خدا کا خوف کرو زوجہ رسولؐ کی بے حرمتی نہ ہو جائے۔ یہ آواز سنتے ہی علی مرتضیٰ نے بیتاب ہو کر اپنے فرزند امام حسنؑ سے کہا یا بنی هلکت (بیٹا غضب ہو گیا میں ہلاک ہو گیا) امام حسن نے عرض کی قد نهیتك عن مسیرك میں نے تو آپ کو یہاں تشریف لانے سے پہلے ہی منع کیا تھا علی مرتضیٰ نے فرمایا لم ار ان الامر یصل الی ھذا مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ نوبت پہنچ جائے گی"

ایمان والے انصاف کریں کہ مولوی محمد سعید صاحب نے اس کی تصدیق نہیں کر دی کہ امیر المومنین نے جنگ جمل میں معاذ اللہ اپنے باطل پر ہونے اور ہلاک ہونے کا اقرار فرما لیا۔ پھر مولوی صاحب نے یہ بھی ثابت کر دیا کہ دو معصوم باپ بیٹوں میں اختلاف رائے بھی ہوتا تھا۔ اور نعوذ باللہ اگر معصوم باپ اپنے نور نظر کی رائے پر عمل نہ کرتا تھا تو معصوم فرزند عمل باپ کے ٹوک بھی دیتا تھا کہ معاذ اللہ میری رائے پر عمل نہ کرنے سے یہ روز بد دیکھنا پڑا۔ اور اب امام کو اپنی غلطی کا اعتراف کرنا پڑتا تھا۔ خدا کی پناہ اگر یہ واقعہ صحیح مان لیا جائے تو پھر تمام اصول شیعہ یکقلم نیست و نابود ہو جاتے ہیں

نہ ائمہ کی عصمت رہ جاتی ہے۔ نہ اُن کا ہمیشہ حق پر ہونا مسلم رہتا ہے۔ بلکہ معاذ اللہ ناجی ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا۔

اب کیں ہم کو صاف ہی صاف دریافت کرنا ہے کہ آغا شہر صاحب مولوی محمد سعید صاحب اور اڈیٹر صاحب سرفراز صاف صاف اعلان کریں کہ وہ کس مذہب کے پیرو ہیں کیا وہ درحال اس واقعہ کو صحیح مانتے ہیں یا اس کا اقرار کرینگے کہ اُنھوں نے ایسے واقعہ کی تصدیق و توثیق کی اور نشر و اشاعت میں مدد دی جو صریحاً علیؑ اور امام حسنؑ کی توہین اور مذہب شیعہ کے باطل ہونے کا اعلان ہے اعاذنا اللہ من شرور انفسنا

(۱۴) ملاحظہ ہو صفحہ ۶ ۵ لکھتے ہیں کہ جناب سیدہ نے رسول خدا کی رحلت کے نو ماہ یا چھ ماہ کے بعد انتقال کیا۔ ارشاد فرمایئے کہ یہ مسلمات شیعہ کے خلاف ہے یا نہیں۔

(۱۵) صفحہ ۵۰ سطر ۲ جناب امیرالمومنینؑ کی زوجہ محترمہ جناب امامہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ (رسولؐ) حالت نماز میں جس وقت قیام فرماتے تھے تو پیاری پیاری امامہ کو اپنے کاندھے پر بٹھا لیتے تھے۔ جب رکوع فرماتے بٹھا دیتے۔ اور بعد سجدہ پھر کاندھے پر سوار کر لیتے تھے۔ یہ مولف کی اصل عبارت تھی مولوی سعید صاحب بتائیں کہ یہ الفاظ علیؑ کی زوجہ محترمہ کی شان میں انتہائی بدتمیزی ہیں یا نہیں نیز یہ بھی ارشاد ہو کہ واقعہ کس معتبر کتاب میں مذکور ہے۔

(۱۶) زور دار مدح صحابہ سُنیے اور مولوی محمد سعید صاحب کی مدح فرمایئے۔ صفحہ ۶۰ پر جنگ موتہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ زید ابن حارثہ خود حباب

جعفرعبداللہ ابن رواحہ ایسے علمدار شہید ہوئے لیکن آخرکار خالد ابن ولید کی تلوار نے فتح اسلام کا ڈنکا بجوادیا۔

پہلے تو یہ ثابت فرمائیے کہ یہ کس کتاب میں لکھا گیا ہے دوسرے یہ کہ یہ جناب جعفرؓ کی منقصت اور خالد ابن ولید کی زبردست مدح ہے یا نہیں کہ جو کام جناب جعفرؓ وغیرہ نہ کرسکے وہ خالد ابن ولید نے کردکھایا۔

یہ ہے صحابہ کی قلبی محبت - ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

(۱۷) دیکھئے اور ایمان کی نگاہ سے دیکھئے کہ نہ رسولؐ کی عصمت باقی رکھی اور نہ آپ کی رسالت۔ مؤلف مصدق کی ایک گردش قلم نے رسالت کی بنیاد ہلا دی اور ایمان کا صفایا کردیا۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۶۲ جناب عبداللہ ابن جعفرؓ شوہر جناب زینبؑ نے مٹی کا اونٹ بنایا۔ جناب رسالتمآبؐ نے دریافت فرمایا کیا کروگے جواب دیا کہ بیچوں گا۔ فرمایا قیمت کیا کروگے، جواب دیا کہ کھجوریں خریدوں گا۔ یہ سن کر جناب رسالتمآبؐ نے دعا فرمائی اللھم بارک فی صفقتہ یمینہ۔ خداوندا عبداللہ کی قوت بازو کی کمائی میں برکت دینا۔

یاد رکھئے کہ ذوی روح کی مجسم تصویر بنانے کی حرمت مسلمات شیعہ سے ہے اور نہی عن المنکر یعنی بری باتوں سے روکنا ہر مومن پر فرض ہے چہ جائیکہ پیغمبرؐ مگر مولوی سعید صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ معاذ اللہ ہمارے پیغمبرؐ نے عبداللہ ابن جعفرؓ کو اس فعل حرام سے نہیں روکا تو ماننا پڑے گا کہ فریضہ رسالت ادا نہیں کیا۔ بلکہ رسولؐ نے یہ فعل حرام دیکھ کر روکنے کے بجائے دعائے خیر دی۔

خدا کی پناہ اس کے بعد رسولؐ کی عصمت کا قول تک قلم غائب ہو جاتا ہے جس کے معنی یہ ہوئے کہ مولوی صاحب نے نہ ہمارے رسولؐ کی عصمت باقی رکھی نہ رسالت

(۷) صفحہ ۶۳ - لکھتے ہیں کہ امیر معاویہ ابن ابی سفیان - امام حسنؑ امام حسینؑ عبد اللہ ابن جعفر ہر ایک کو ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ سالانہ دیتے تھے" جس کے معنی یہ ہوئے کہ ان حضرات کی بسر معاویہ کے عطیوں پہ ہوتی تھی اور یہ حضرات بڑے ہی امیر کبیر تھے - جس کو بارہ ہزار روپیہ مہینہ صرف معاویہ کے یہاں سے ملتا ہو اس کو محتاج کون کہہ سکتا ہے کم از کم ایک راجہ کی حیثیت تو ضرور ہی تھی - یہ ہے مولوی سعید صاحب کی تحقیق کا نتیجہ -

اسی صفحہ پہ لکھتے ہیں - بعد وفات معاویہ امام حسینؑ تو تشریف نہیں لے گئے لیکن عبد اللہ ابن جعفر - یزید کے پاس گئے اور کہا تمہارے والد ماجد (خیریت ہوئی کہ مصنف نے مرحوم و رحوم نہیں لکھا مگر ماجد کہہ کے تو مدح کر ہی دی) مجکو ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ سالانہ عنایت کرتے تھے اور صلہ رحم ادا کرتے تھے" یہ سُن کر یزید نے چوگنی رقم دی -

مولوی صاحب ارشاد فرمائیے کہ یہ کس زمانہ کا واقعہ ہے اور کس تاریخ سے نقل کیا گیا ہے امام حسینؑ کی شہادت سے پہلے کا واقعہ ہے تو یہ عبد اللہ کی کتنی بڑی منقصت ہے کہ معاویہ کی خبر مرگ کے ساتھ ہی حسینؑ پہ تو مظالم شروع ہو گئے مدینہ چھوڑ کے مکہ تشریف لائے یہاں بھی پناہ نہ ملی مصائب پر مصائب اٹھاتے ہوئے کربلا پہنچے حد یہ ہے کہ خود جناب زینبؑ اور جناب عبد اللہ تک کے بیٹے ماموں

کے ساتھ ان مصائب میں شریک تھے اور معاذ اللہ جناب عبد اللہ ایسے خود غرض تھے کہ امام کے مصائب کا خیال تھا نہ زوجہ اور بچوں کی فکر تھی بلکہ مال کی لالچ میں یزید کے دربار میں پہنچے ہوئے تھے معاویہ کی مدح کر کر کے جلب منفعت کر رہے تھے اور اگر یہ واقعہ شہادت امام حسینؑ کے بعد کا ہے تو خدا کی پناہ کس شیعہ کا دل اسے قبول کرے گا کہ جناب زینبؑ کے شوہر ان حالات میں یزید کی دربار داریاں کر رہے ہوں۔ کوئی شیعہ تو اسے نہیں مان سکتا البتہ مولوی محمد سعید صاحب نے بنی ہاشم کی دشمنی پر کمر باندھ کے ہر بات کی تصدیق کر دی۔

پھر یہ بھی ارشاد ہو کہ معاویہ کی اس لمبی چوڑی عطائیں اور صلہ رحم میں مدح تھی یا نہیں۔ اور چلتے چلاتے یہ بھی فرما دیجئے کہ کیا سچ مچ بنی امیہ اور بنی ہاشم میں نسبی قرابت تھی جس کا صلہ رحم معاویہ کرتا تھا۔

(۱۸) صفحہ ۶۸ ملاحظہ ہو جنگ صفین اور حکمین کے تذکرہ میں ایک حرف بھی ایسا نہیں جس سے یہ معلوم ہو کہ کون حق پر تھا اور کون باطل پر اس سے بڑھ کے معاویہ نوازی اور کیا ہو سکتی ہے۔ ایسی ایمان فروشی تو قابل لعنت ہی کہی جا سکتی ہے۔

(۱۹) غور سے ملاحظہ فرمائیے اور توہین و تذلیل بنی ہاشم کی داد دیجئے صفحہ ۷۰ سطر ۱۲ بنی ہاشم کے تذکرہ میں ارشاد ہوتا ہے۔ مردوں کا تو ذکر ہی کیا اس گھر کی خواتین کا بھی یہی عالم ہے کہ اپنے خاندانی فضل و شرف کے گیت گا گا کے مگن رہتی ہیں۔ خدا کی پناہ یہ بنی ہاشم کی عورتوں کی مدح کی گئی ہے

برائے خدا یہ بھی فرما دیجئے کہ بنی ہاشم کی وہ کون کون عورتیں تھیں جو گلے بجانے میں مگن رہا کرتی تھیں، اور کن کن مقامات پر ان محترمات کے گانے آپ نے سماعت فرمائے معلوم نہیں بنی ہاشم نے آپ کی کیا خطا کی تھی کہ آپ نے کوئی بات ان کی توہین و تذلیل کی اٹھا نہ رکھی یاد رکھئے کہ بنی ہاشم ہمیشہ مظلوم رہے اور مظلوم کا دل دکھانا اچھا نہیں ہوتا۔ یوم حشر جواب دہی پر تیار رہیئے۔

(۲۰) مولف زینت کربلا صفحہ ۸۲ سطر ۱۳ میں تصدیق فرماتے ہیں کہ
"معاویہ بنی ہاشم سے صلہ رحم کرتے تھے اور بعد خلیفہ ثانی سیاسیات عرب میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔

اول تو نام پر رضی اللہ عنہ کا مخفف رض بنا ہوا ہے اور اس کے بعد بنی امیہ اور بنی ہاشم کی نسلی قرابت تسلیم کی گئی ہے اور پھر صحابہ کی دل کھول کر مدح کی گئی ہے۔ اور ٹیپ کا مصرع یہ ہے کہ مولوی محمد سعید صاحب نے اس سب کی توثیق فرمائی ہے۔ سب مل کے فرمائیے زندہ باد

(۲۱) ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیے صفحہ ۸۳ ۔ ۸۴ ۔ نہ امام حسینؑ کی عصمت باقی رکھی نہ حسن نفس سب پر ہاتھ پھیر دیا۔

لکھتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ معاویہ نے یزید کی سلطنت کو مضبوط کرنے کے واسطے یہ تدبیر سوچی کہ یزید کا عقد جناب عبد اللہ شوہر جناب زینب کی دختر ام کلثوم سے ہو جائے۔ مروان کے ذریعہ سے امام حسینؑ کی خدمت میں یہ نسبت پیش کی گئی۔

امام حسین نے فرمایا، کہ اس معاملہ میں خداوند عالم سے استخارہ کروں گا"
مولوی سعید صاحب تو روز ہی استخارہ دیکھا کرتے ہوں گے لہذا ارشاد فرمائیں کہ یہ عقد جائز تھا یا حرام؟ اگر حرام تھا تو فعل حرام کے واسطے معصوم نے استخارہ دیکھنے کا وعدہ کیسے کر لیا اور اس وعدہ کے بعد امام کی عصمت باقی رہی یا نہیں؟
آگے بڑھ کے مولف صاحب لکھتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب وہ ایک روز کے بعد امام حسینؑ اور مروان وغیرہ مسجد میں جمع ہوئے تو مروان نے پھر اس نسبت کا تذکرہ کیا اور امام حسین نے معاذ اللہ وعدہ خلافی کرتے ہوئے استخارہ کا نتیجہ بتانے کے بجائے ام کلثوم دختر جناب عبد اللہ کا نکاح ان کے چچازاد بھائی قاسم ابن محمد سے پڑھ دیا صفحہ ۸۰ پر لکھتے ہیں کہ یہ دیکھکر مروان نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ آل ہاشم ہمیشہ بنی امیہ سے برسر عناد رہنا چاہتے ہیں۔ "امام حسین نے فرمایا تمھیں یاد ہو گا جب میں نے عائشہ دختر عثمان سے خواہش عقد کی تھی تو تم نے جھٹ سے عبد اللہ ابن زبیر سے اس کا عقد کر دیا تھا۔ اب شکایت کیسی کہا خوب تو یہ ہے یعنی جیسی کرنی ویسی بھرنی۔
ارشاد فرمائیے کہ یہ کس کتاب سے نقل فرمایا ہے کہ امام حسینؑ نے دختر عثمان کی خواہش کی تھی اور یہ بھی فرمائیے کہ کیا یہ امام حسینؑ کے نفس قدسی پر حملہ نہیں ہے کہ آپ نے محض بدلہ لینے کے واسطے ایسا کیا اگر بدلہ لینا مقصود نہ ہوتا تو شاید عقد کر دیتے۔"
(۲۲) صفحہ ۹۹ پر لکھا ہے کہ نہروان کے مال غنیمت میں ایک ہار تھا۔ جناب

زینبؑ نے امیر المومنین کی اجازت کے بغیر رقعہ لکھ کر خزانچی سے منگا لیا اور صبح عید ہار اور لباس فاخرہ پہن کے کہ فسکی عورتوں سے ملیں۔

مولوی صاحب ارشاد فرمائیں کہ جنگ نہروان میں مال غنیمت آنا کس کتاب میں ہے اور پھر ہماری شاہزادی کو یہ کب جائز تھا کہ امام کی اجازت کے بغیر مال غنیمت میں تصرف کریں۔ آپ نے اس مظلومہ کی طرف فعل حرام کی نسبت دی یا نہیں۔ اور پھر معصومہؑ کی یہ حدیث تو آپ نے کتابوں میں دیکھی ہی ہوگی کہ عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ تو کیا خود ثانی زہرؑا اپنے گھر کی تعلیم پر عمل نہ فرماتی تھیں کہ خزانچی کو رقعہ لکھا اور بقول آپ کے جب علیؑ نے خزانچی سے باز پرس کی تو خزانچی نے چپکے سے تحریر مذکورہ پیش کر دی۔

آپ کا یہ جملہ کہ (چپکے سے) یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ یہ کوئی جرم تھا جس کا خزانچی نے اخفا کیا۔

(۲۳) صفحہ ۱۰ میں لکھا ہے کہ جن معزز خواتین سے اصحاب نے بڑے وثوق کے ساتھ احادیث نبوی نقل کی ہیں وہ ازواج رسول میں سے یہ ہیں۔ جناب خدیجہ سے صرف (۱) حدیث مروی ہے جناب عائشہ و ام سلمہ پیدا ہوا ہے (۲۱۰)ا حدیثیں تو معلوم ہوا کہ عائشہ کی بیان کردہ کل حدیثیں قابل قبول ہیں۔ کیوں مولوی صاحب رسول اللہ کا حبشیوں کا ناچ عائشہ کو دکھانا۔ رسولؐ کا عائشہ کے ساتھ دوڑ کرنا۔ اپنے کاندھے پر بٹھلانا وغیرہ وغیرہ یہ سب حدیثیں تو اچھی

کے نزدیک موثق ہی ہوں گی اور شاید معمول بہا بھی ہوں۔ ذرا ہماری بھی ہدایت فرما دیجئے کہ ان روایات کو صحیح سمجھیں یا نہیں۔

(۲۴) صفحہ ۱۱۱ پر جناب زینب کے خطبہ کا ذکر کر کے لکھا ہے کہ "اس سے پہلے ایسی بہتر طرار عرب عورت میری نظر سے نہیں گزری"

خدا کی پناہ مولوی صاحب نے یہ بھی نہ غور فرمایا کہ طرار کی لفظ کن عورتوں کے واسطے استعمال کی جاتی ہے۔ بریں عقل و دانش بباید گریست۔

مذکورۂ بالا خطبہ ہی کے ذکر میں صفحہ ۱۱۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ جناب زینبؑ نے "جوں ہی مجمع کی طرف اشارہ سے کہا۔ خاموش۔ فوراً سکوت چھا گیا حتیٰ کہ یزیدی نقاروں کی آواز بھی بند ہوگئی" مجمع کے اس سکوت پر مولف کو تعجب ہوا کہ کیونکر یہ کیفیت پیدا ہوئی مگر خود ہی اس تعجب کا جواب دیتے ہیں۔ ذرا ناظرین خلوص ایمانی سے ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتے ہیں "وہ تو سلطان اولیا مولی علیؑ کی صاحبزادی تھیں ایک منجھا ہوا بازی گر بھی تماشا دکھاتے وقت اپنی قوت ارادی کے اثر سے مجمع کے حواس خمسہ کو اپنا تابع کر لیتا ہے"

شرم شرم۔ مولوی محمد سعید صاحب آپ نے اسی کتاب کی توثیق و تصدیق فرمائی ہے؟ اسی کتاب کے مولف کی مدح و ثنا کی ہے جس کے مذاق میں معاذ اللہ جناب زینبؑ کا خطبہ نہ تھا کسی مداری کا تماشا تھا، کیا آپ کا ایمان ایک بھی

ایسا کہ وقت اہلبیت ہو موجود دمشق میں جو شہزادی کی دو عالم کو ننگے سر کتابے حلوئے بیچا اور بیکس مظلومہ کی دکھ سر کیا یہ مؤلف ہے و معتقد انھیں لوگوں میں شامل نہیں ہیں جو بازار کوفہ میں آواز لگا رہے تھے کہ آؤ اور اہلبیت کا تماشہ دیکھو خدا کے واسطے اب دوبارہ ایمان کا دعویٰ نہ کر نادہ محبان اہلبیت کی صف میں قدر رکھنا۔

(۲۵) یہ صریح جھوٹ اور امام پر بہتان ملاحظہ ہو صفحہ ۱۲ مجاہدۂ کربلا کے ذکر میں لکھتے ہیں۔ لیکن خاندانی نوجوانوں کی جب باری آئی تو حسینؑ کے پاس اذن جہاد کے لئے حاضر ہوئے۔ اُن جناب نے جناب زینبؑ کی مرضی کو مقدم رکھا۔ قاسمؑ ابن حسنؑ۔ عباس ابن علیؑ۔ علی اکبر ابن حسینؑ۔ ان سب کو جناب زینبؑ ہی نے اجازت جنگ دی۔"

مولوی صاحب جس قلم سے جناب نے تقریظ لکھی وہی قلم اُٹھا لیجئے اور ذرا ہم کو بتا دیجئے کہ یہ کس کن معتبر کتابوں سے نقل کیا گیا ہے۔ آگے بڑھ کے لکھتے ہیں کہ جناب زینبؑ سے اجازت دلوانے میں مصلحت یہ تھی کہ مرد کی تحریک سے کسی سپاہی کا جذبۂ شجاعت اتنا نہیں اُبھر سکتا جتنا عورت کی ترغیب سے۔ جنگ بدر کے حالات تو آپ نے سُنے ہی ہوں گے ....

قریش کے پیچھے زنان قریش کا ایک دستہ غیرت و جوش دلانے والا موجود تھا۔

مولوی صاحب شرم شرم غیر بنی ہاشم تو اس کے محتاج نہ تھے کہ عورتیں جوش دلائیں اور جناب قاسمؑ جناب عباسؑ جناب علی اکبرؑ کے سے اشجع عرب اس کے محتاج تھے کہ عورتوں کے ذریعہ اُن کا جوش بڑھایا جائے۔ کیا یہ بنی ہاشم کے بہادروں کی انتہائی توہین نہیں ہے؟ اور کلیم الدین کی عورتوں

سے تشبیہ دے کے تو دشمنی آل رسولؐ کی حد کر دی کہاں وہ قریش کی کافرہ عورتیں
جو دف بجا بجا کے گا رہی تھیں اور کہاں ہماری شاہزادی جو ثانی زہراؑ ہو۔
چہ نسبت خاک را با عالم پاک
اور پھر تاریخ دانی کا بہترین ثبوت یہ ہے کہ جنگ اُحد کے واقعہ کو جنگ بدر کے
سر تھوپا۔ جب اتنی بھی تمیز نہ تھی تو قلم اُٹھانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ مگر افسوس یہ ہے
کہ مولوی محمد سعید صاحب نے اشہر کی نظر کو عمیق بتا کے اپنی نظر کا پول کھول دیا
(۲۶) صفحہ ۴۴ سطر ۷ ملاحظہ فرمائیے۔ اور اگر کچھ بھی محبت اہلبیت ہے
تو اس کتاب کے صفحہ ہستی سے نیست و نابود کرنے کی کوشش کے ساتھ ہی مولوی
سعید صاحب سے بھی برأت کا اعلان کیجئے ورنہ مولوی صاحب اپنی طفلانہ
مزاجی اور شوق تقریظ نویسی میں روزانہ ایسی ہی مخرب ایمان کتابوں کی
توثیق فرما کے شیعوں کو گمراہی کے گڑھے میں ڈھکیل دیں گے۔ موصوفہ لکھتے
ہیں۔ جناب سیدہؑ نے رفاقت علی مرتضیٰؑ میں تمام زندگی بسر کی فقر و فاقہ میں
اُن کی شریک رہیں دوسری عورت ہوتی تو برقع سنبھال کے اُٹھ کھڑی ہوتی
اور کہتی کہ بندی کا سلام لیجئے بس خانہ آباد و دولت زیادہ یہ کیا سیدہ
زنان عالم کے واسطے کوئی مومن ایسے گستاخانہ الفاظ برداشت کر سکتا ہے
کیا مذہب نے یہی تہذیب سکھائی ہے نہ ایسی معصومہ کے تذکرہ میں ایسے
الفاظ استعمال کئے جائیں اور کیا اس سے بڑھ کے امیر المومنینؑ کی عصمت
پر کاری ضرب لگ سکتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ معاذ اللہ علیؑ کا برتاؤ اپنی اہلیہ

کے ساتھ ایسا ہی تھا کہ جناب سیدہ کے علاوہ کوئی عورت ہرگز برداشت کرسکتی معلوم نہیں امیرالمومنینؑ اپنے ازواج سے معاذ اللہ بد اخلاقی کرتے تھے؟ یا سختی کرتے تھے؟ یا معاذ اللہ واجبات نان و نفقہ ادا نہ کرتے تھے کہ اشہر صاحب لکھتے ہیں اور مولوی صاحب تصدیق فرماتے ہیں کہ ہماری شاہزادی تو برداشت کرگئی مگر کوئی اور عورت ہرگز برداشت نہ کرتی۔

اگر یہ واقعہ سچ ہے تو پھر کون ہے وہ جو علیؑ کی عصمت ثابت کرسکے۔ مگر مولوی صاحب نے توثیق فرمادی چاہے آنحضرت کی عصمت رہے یا نہ رہے۔

زینت کربلا کوئی بڑی کتاب نہیں۔ ۳۰×۲۰ کے مختصر سائز پر پاکٹ بک کی حیثیت کی ۱۹۲ صفحہ کی کتاب ہے جس میں مقدمہ تقریظیں سب کچھ شامل ہیں مگر اس پاکٹ بک کی جیب میں وہ سب کچھ بھرا ہوا ہے جو ہم مومنین ایمان کے سامنے پیش کرچکے ہم نے سرسری نظر ڈالی تو اتنا کچھ ملا اگر کوئی گہری نظر ڈالے تو کیا کیا کچھ ملے گا۔

ان تمام چیزوں کے بعد یہ کہنا بھی مبالغہ نہیں ہے کہ مولف نے قسم کھالی تھی کہ کل کتاب میں تقریباً ایک بھی ایسی روایت نہ لکھیں گے جو معیار درایت میں صحیح کہی جائے تقریباً کل کتاب ایک ہی رنگ کی ہے کہاں تک اقتباس کیا جائے۔ مشتے نمونہ از خروارے۔

جناب زینب کو دیکھ کر رسولؐ روئے اور مصائب جناب زینب بیان کئے

خدا نے اس شاہزادی کا نام جناب زینب تجویز کیا بچپنے میں بھائی کو دیکھے

بغیر چین نہ آتا۔ جناب زینبؑ سے عورتیں تفسیر کلام مجید سنا کرتیں۔ محمد جب آئے تو جناب زینبؑ نے ایک رومال بطور تحفہ بھیجا۔ محمد جب گھوڑے سے گرے تو جناب زینبؑ نے بھائی کو توجہ دلائی کہ محمد کی خبر لیجئے۔ امیر المومنینؑ اس عقلمند شاہزادی سے مشورہ لیا کرتے تھے اپنے بچوں کے جسم پر آلات حرب سجے اور ہنس ہنس کر جناب جعفرؑ اور جناب حیدرؑ کے کارنامے سناتی جاتی تھیں۔ شاہزادی کو جب دوبارہ یزید نے دربار میں بلایا تو پردہ ڈال کر پس پردہ بٹھایا۔

غرض کہاں تک لکھا جائے جو کچھ شعراء نے اپنے مرثیوں میں تخیل شاعری اور زبان حال کی صورت میں لکھا ہے وہ سب اس کتاب میں تاریخی اور معتبر واقعات کی صورت میں بیان کر دیا گیا۔ غیر مذہب کے لوگ تو مرثیوں سے بھی دھوکا کھا جاتے تھے مگر کم از کم شیعہ سمجھتے ہی تھے کہ یہ زبان حال اور تخیل شاعری ہے مگر اب اشہر صاحب کے سیرت جناب زینب میں لکھ دینے اور مولوی سعید صاحب کے تصدیق کر دینے سے تو ہر شیعہ بھی زینت کربلا کے مہملات۔ ایمان شکن۔ ضلالت انگیز مضامین کو عین حق سمجھ لینے میں ذرا بھی لیت و لعل نہ کرے گا۔

بمے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید

مؤلف نے مراثی پر بھی ہاتھ صاف کیا ہے اور بہت سی رسموں کو شاہ اودھ کی ایجاد و اختراع قرار دیکر مذموم قرار دیا ہے۔ انہیں رسموں میں دو پہر کے فریادی ماتم کا بھی تذکرہ ہے جنہیں مذموم رسموں میں لکھتے لکھتے آپ یوں ابل پڑے دہکتے ہوئے آگ کی بھٹی کے انگارے کی طرح آئینہ کی حفاظت کی بھاپ پھوٹ نکلی۔ بادل گھٹا چھوٹ آئے۔ کھلا جنت کی

کھڑکی کو رسموں سے کیا ربط۔

جہاں اس وقت حسین منزل کی عالی شان عمارت ہے اس مقام پر سابقاً ایک چھوٹا سا مکان تھا جس کا دروازہ بھی چھوٹا تھا۔ بعد ختم مجلس حسینیہ جناب باقر آفتاب صاحب اپنے مکان کی مختصر گنجائش اور عزاخانہ حسین کی عظمت مدنظر رکھتے ہوئے مومنین سے یہ کہکر مجلس میں شرکت کی استدعا کیا کرتے تھے کہ جنت کی کھڑکی میں بھی تشریف لے آیئے جب سے اس مکان کا نام جنت کی کھڑکی مشہور رہ گیا اس کو رسم سے کیا ربط۔ اور اگر یہ اسم رسم کے لحاظ سے قابل ترک ہے۔ پھر مہربانی کرکے کتب خانہ فردوسیہ کی رسم کو بھی ترک کرایئے جو باغ کھجوا میں نہ معلوم کس رسم کے تحت میں آگ آیا۔ اس زمانہ میں جبکہ صاحبان ایمان جوش محبت مذہب میں ہر رطب و یابس کی تنقید کر رہے ہیں۔ ہم بھی صاحبان ایمان و انصاف کے سامنے کتاب زینت کربلا کو پیش کرکے ایک سیدہ مظلومہ بلکہ دین و مذہب کی طرف سے فریاد کرتے ہیں کہ برائے خدا اس لغو کتاب کو صفحہ ہستی سے مٹا دیجئے اور جس طرح آپ شہید انسانیت کے ہر حامی اور مؤید سے اظہار بیزاری و برائت کر رہے ہیں اسی طرح مولوی محمد سعید صاحب سے بھی اظہار بیزاری و برائت کیجیے تاکہ مولوی صاحب آئندہ ایسی جسارت کرنے اور دین شیعہ کی بیخ کنی کرنے سے پرہیز کریں اور اپنے موجودہ گناہ عظیم سے تخریب مذہب شیعہ اور بیدینی سے توبہ کریں۔

ہم اپنا یہ رسالہ تمام علماء لکھنؤ و اعظین شعراء اڈیٹران اخبار اور علماء ہندوستان کی خدمت میں بھیج رہے ہیں اور محض اس غرض سے کہ جن حضرات نے شہید انسانیت کی

اس کے مصنف اور حمایت کرنے والوں کو قابل برائت و نفرت و ملامت سمجھا ہے دیکھیں کہ وہ اشہر صاحب اور مولوی سعید صاحب کے متعلق بھی کچھ فرماتے ہیں یا نہیں اگر ان حضرات نے زینت کربلا کے خلاف ویسا ہی اقدام کیا جیسا شہید انسانیت کے متعلق کیا تھا تو بے شک ان حضرات کا خلوص مسلم ہے لیکن اگر خاموشی اختیار کی تو دنیا ایمان کو یقین کر لینا چاہیئے کہ شہید انسانیت میں کچھ نقائص ہوں یا نہ ہوں مگر مخالفین کی نیتیں ہرگز خالص نہ تھیں محض علی نقی صاحب کی ذاتی عداوت کارفرما ہے اور کچھ نہیں۔ آخر میں جناب موعود۔ جناب مہذب۔ جناب نسیم۔ اخبار سرفراز۔ نظارہ۔ وثیقہ دار۔ نور۔ مجاہد۔ الواعظ وغیرہ کے خلوص کا بھی امتحان لینا ہے زر و جواہر تو نہ ہمارے پاس ہے نہ ہماری مظلوم شہزادی کے پاس البتہ ایمان کی کسوٹی ضرور ہے۔ دیکھنا ہے کہ کھرا کون ہے۔

الاحقر السید محمد عفی عنہ

مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۴۵ء

ملنے کا پتہ | سبحی دواخانہ خاص لکھنؤ
سید علی جعفر علی تاجران عطر ڈیوڑھی آغا میر لکھنؤ

قیمت دو آنہ (سرفراز قومی پریس نخاس لکھنؤ) قیمت ۲/